تبدیلی آ رہی ہے مگر کس کے لیے؟

تحریر: سہیل احمد لون

یوم دفاع کے موقع پر تمام ٹی۔وی چینلز نے دن بھر پاک فوج کی بہادری کے قصے،شہداء کو خراج عقیدت اور غازیوں کے انٹرویو سمیت جی ۔ایچ۔کیو میں ہونے والی پروقار تقریب بھی براہ راست نشر کی۔جس دھوم دھام سے رواں برس جشن آزادی اور یوم دفاع منایا گیا اس سے ضیائی دور کے بہت سے نقش تازہ ہوگئے گو کہ زخم بھی ابھی تک رس رہے ہیں۔جی۔ایچ۔کیو میں تقریب کی خاص بات مسلح افواج کے ہیڈ کوارٹرز میں سول سوسائٹی سے سینکڑوں افراد کی شرکت تھی جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خواتین وحضرات شامل تھے۔فلور آف دی ہاؤس اور مختلف ٹی وی ٹاک شوز میں مسلح افواج کے بارے میں زہر اگلنے والے وزیر دفاع اس تقریب میں جنرل راحیل شریف کے ساتھ ہی جلوہ افروز ہوئے اور ان سمیت کچھ اور بھی ایسی شخصیات اگلی نشستوں پر براجمان تھیں جو فوج کے بارے میں منفی پراپیگنڈا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔آرمی چیف نے شاید ان کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا لائحہ عمل بتانے کے لیے خاص طور پر اگلی سیٹوں پر بٹھانے کا بندوبست کیا۔دلوں کے حال تو اللہ تعالی ہی جانتا ہے مگر چہرے انسان کی اندرونی کیفیات کی ترجمانی کرتے ہیں،جسمانی زبان وہ سب راز افشاں کر دیتی ہے جو دل و دماغ زبان کو اجازت نہیں دیتے۔خواجہ آصف کا چہرہ بھی اس کے ''سیاسی آقا'' کی طرح کنفیوز اور سہما ہوا تھا۔یوم دفاع پر مختلف سیاسی جماعتوں کے سربراہان نے اپنے سیاسی قلعوں میں پاکستانی پرچم لہرایا،صدر مملکت اور وزیر اعظم نے بھی اپنے منصبی تقاضے پورے کرنے کے لیے یوم دفاع منانے کے لیے تقریبات میں شرکت کی مگر جنرل راحیل شریف یوم دفاع پر بھی شریف برادرز پر بازی لے گئے۔آجکل آرمی چیف بہت متحرک ہیں اور موقع خواہ خوشی کا ہو یا غم کا وہ عوام میں اپنی حاضری ضرور دیتے ہیں اس سے ان پر عوام کا اعتماد میں اضافہ بھی ہوا ہے اور میاں صاحب کو بھی اسی طرح متحرک ہونا پڑ رہا ہے جیسے انتخابات سے قبل عمران خان کی وجہ سے ہونا پڑا تھا۔ میاں صاحبان کو انتخابی مہم کے دوران جسمانی طور پر سپر فٹ اور اپنی دھن کا جنونی عمران خان مل گیا جس نے جلسے جلوسوں کا ایسا ماحول گرم کیا کہ میاں صاحبان کو بھی دوڑیں لگانا پڑ گئیں۔''شفاف انتخابات'' کی بدولت میاں صاحب تیسری بار وزیر اعظم منتخب ہوگئے،چند ماہ تو عمران خان حادثاتی چوٹ کی وجہ سے آرام سے رہے مگر فٹ ہوتے ہی انہوں نے میاں صاحب کو باؤنسرز مارنا شروع کر دیے۔دھرنوں سے میاں صاحب کا دھرن تختہ تو نہ ہو سکا البتہ انکواری کمیشن کا ''لولی پاپ'' عمران خان کو دیکر واپس اسمبلیوں میں لے آئے۔حکمران جماعت سمیت دیگر سیاسی جماعتیں جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ پر بہت خوش تھیں اور تحریک انصاف بیک فٹ پر جاتی دکھائی دے رہی تھی۔مل جل کر اقتدار کے مزے لوٹنے والی جماعتیں یہ سوچ رہی تھیں کہ یہاں تبدیلی نہیں آسکتی۔مگر قانون قدرت ہے کہ تبدیلی کے عمل کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔گزشتہ برس پشاور میں آرمی پبلک سکول کے سانحہ کے بعد تبدیلی کے آثار نمایاں ہونا شروع ہوگئے۔

وطن عزیز میں 'جمہوری حکومت' ہونے کے باوجود یہ احساس ہوتا ہے کہ نظام مملکت کوئی کسی مخصوص چھڑی کے اشارے سے چل رہا ہے۔ کل تک دلیل والوں کا ساتھ دینے والے آج غلیل والوں کی قدم بوسی کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ وہ نجی چینل جو آٹھ گھنٹے مسلح افواج پر الزامات کے تیر چلا رہا تھا سب کچھ دفع کر کے اب سترہ دن یوم دفاع مناتا نظر آیا، وطن مخالف ایجنڈا کی تبلیغ کرنے والے ''دانشور'' اعتکاف پر بیٹھ گئے یا کسی لمبی یاترا پر چلے گئے، ایم۔ کیو۔ ایم کا سیاسی قبلہ 90 جہاں پرندہ بھی ان کی مرضی کے بغیر پر نہیں مارتا تھا وہاں لمبے بوٹوں سمیت داخل ہو کر سیاسی تقدس ہی پامال نہیں کیا بلکہ وہ خوف جسے عوام اور میڈیا پر مسلط کرنے کے لیے بھائی لوگوں کی دو تہائیاں صرف ہو گئیں تھیں سب بوٹوں تلے روند دیا گیا، قائد تحریک جن کی گھنٹوں لمبی تقاریر میڈیا ہاؤسز کو لائیو ٹیلی کاسٹ کرنا مجبوری بن چکا تھا اب نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ قائد تحریک کا بیان اور تصویر دکھانا بھی قانونی جرم بن گیا۔ 12 ستمبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کی ہڑتال کی کال بھی ناکام ہوگئی۔ مردحر اور سب پر بھاری ہونے کے دعوے دار ملک میں آنے کی جرات نہیں کر رہے۔ چند روز قبل جو چیخیں ایم۔ کیو۔ ایم کی نکل رہیں تھیں اب پیپلز پارٹی کا وہی حال ہے، یہ گھیرا تنگ ہوتا ہوا دیگر سیاسی جماعتوں تک جا رہا ہے۔ فی الحال عمران خان ایک ایسا سیاسی لیڈر ہے جس نے کرپشن مافیہ کے خلاف آپریشن کی حمایت بھی کی ہے اور اس بات کی دعوت دی ہے کہ اگر خیبر پختونخواہ میں ایسی مگر مچھ ہیں تو ان کو پکڑنے میں وہ مکمل تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ تین حلقوں کا فیصلہ اگر ٹرابیونل دھرنے کے دنوں کے دوران دیتا تو عمران خان کو شاید تبدیلی لانے کا موقع مل جاتا۔ عمران خان کے ارد گرد سیاسی گدھ دیکھ کر کوئی اچھی تبدیلی آنا مشکل نظر آتا ہے۔ تبدیلی کا نعرہ تو عمران خان لگاتے رہے مگر چند ماہ میں جنرل راحیل شریف نے جس انداز سے متحرک ہو کر کام کیا ہے اس سے واقعی ہی تبدیلی آرہی ہے، عوام کا اعتماد فوج پر پھر بحال ہوا ہے۔ نیب، ایف آئی اے اور دیگر ایجنسیاں فعال اور بہت متحرک دکھائی دے رہی ہیں۔ نئے چیف جسٹس بھی اگر آرمی چیف والے فارمولے پر عمل پیرا ہو جائیں تو چند ماہ میں دہشت گردوں اور کرپٹ عناصر کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکا جا سکتا ہے۔ کرپشن اور دہشت گردی کے خلاف آپریشن اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا ہے اگر اسے بلا امتیاز کیا جائے۔ زرداری صاحب نے سانحہ ماڈل ٹاؤن، رانا مشہود والی ویڈیو، اسحاق ڈار والے حلفیہ بیان کا ذکر کیا تھا اس کا بھی ضرور احتساب ہونا چاہیے۔ کیا اصغر خان کیس کو بھی منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا؟ اس میں ملوث اعلیٰ فوجی آفیسرز سمیت دیگر افراد کو سزا دی جائے گی؟ این۔ ایل۔ سی میں کرپشن میں ملوث اعلیٰ فوجی آفیسرز کو سزا ہو سکتی ہے تو باقی جن پر الزامات ہیں ان کا فوجی عدالتوں میں ٹرائل کر کے مثال بنایا جائے تاکہ وہ سیاستدان اور بیوروکریٹس جو کرپشن میں ملوث ہیں ان پر ہاتھ ڈالا جائے تو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔ کرپشن بھی دہشت گردی کی ایک قسم ہے اور اسے کنٹرول کرنے کے لیے across the board آپریشن کرنے کی ضرورت ہے۔ جس رفتار سے آرمی چیف کرپشن اور دہشت گردی کے خلاف مارچ کر رہے ہیں اس سے لگتا ہے کہ آئندہ مارچ سے قبل تبدیلی آجائے گی۔ قوم نے ایک مرتبہ افتخار چوہدری سے بھی بڑی امیدیں وابستہ کر لیں تھیں مگر جب چیف جسٹس عہدے پر بحال ہوئے تو مخصوص سیاسی جماعت کے ایجنڈے پر کام کرتے رہے، اس کے بعد عمران خان نے ان کو تبدیلی کا خواب دکھایا جس کی تعبیر تا حال دکھائی نہیں دی رہی۔ بنیادی حقوق کو ترستی عوام نے اب آرمی چیف کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ہے جن کا انداز روایتی جرنیلوں سے ذرا ہٹ کر نظر آرہا ہے۔ ''جمہوریت''

ایک ہی وار سے ناک آؤٹ کرنے کی بجائے وہ راؤنڈز میں گیم کھیل رہے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ ''جمہوریت'' کب تک میدان میں رہ کر مقابلہ کرتی ہے۔میاں صاحب ماضی میں بھی آخری راؤنڈ تک لڑنے کی بجائے ناک آؤٹ ہو چکے ہیں اس بار لگتا ہے ان کی خواہش کے باوجود ناک آؤٹ نہیں کیا جائے بلکہ ایسے ضربیں لگائیں جائیں گی کہ وہ دوبارہ ''سیاسی رنگ'' میں قدم نہ رکھیں۔تبدیلی آرہی ہے یہ محسوس تو ہو رہا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ کب تک آتی ہے اور اس سے مستفید ہونے والے اس بار عام عوام ہوں گے یا ایک بار پھر عام آدمی سے ہاتھ ہو جائے گا۔۔۔۔۔!

تحریر: سہیل احمد لون
سربٹن۔سرے
soahilloun@gmail.com

11-09-2015.